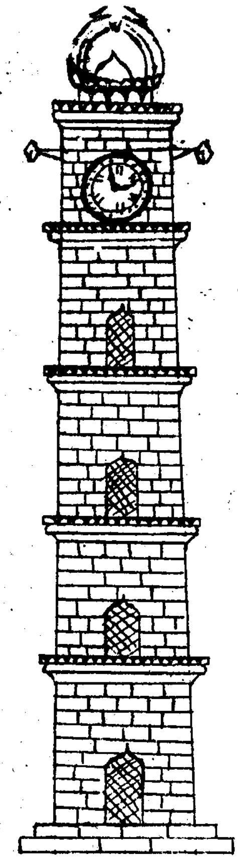
رجسٹرڈ ایل

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ



الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۵ | مورخہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۲۰ھ مطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء روز سہ شنبہ | جلد ۶

ایک عمدہ موقع

سردار شیخ **فضل حق** صاحب رئیس دھرم کوٹ بگہ کے نام سے ہمارے ناظرین عموماً واقف ہیں سردار صاحب ایک مشہور خاندان کے رئیس ہیں مسلمان ہونیکی وجہ سے انکے رشتہ داروں کے (جو سکھ ہیں) تعلقات منقطع ہوچکے ہیں اب وہ کسی شریف خاندان میں شادی کرنا چاہتے ہیں سردار صاحب کے خاندانی حالات معلوم کرنیکے لیے اس شجرہ اور حالات کو دیکھنا کافی ہوگا جو انھوں نے اپنی رسالہ فضل حق کے آخر میں دیا ہے + سردار صاحب ایک وجیہ اور خوبصورت دیندار متقی نوجوان ہیں جنھوں نے اسلام کیخاطر اپنے بہت سی دنیوی مفاد حتی کہ پیاری بیوی کو بھی جو انھیں بہت ہی عزیز تھی قربان کردیا + جو صاحب اس قسم کا تعلق سردار صاحب سے کرنا چاہیں وہ انسے براہ راست یا مولوی عبد الکریم صاحب سے بمقام قادیان خط و کتابت کریں۔ لڑکی ہنر و صورت اور تربیت میں عمدہ اور پسندیدہ ہونی چاہیئے +

بقیہ مضمون کشتی نوح

تقویۃ الایمان

خدا نے اُن کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمھیں وارث بنایا مگر تمھارا کوئی وارث دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آجاوے خدا تمھیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات آلہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹھ باندہے گا اور یہ کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات آلہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اُسکے ملائکہ کو گواہ رکھکر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اُس نے اپنے خالق پر جھوٹھ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو لعنت ہے اُن لوگوں پر جو جھوٹی خوابیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعوی کرتے ہیں گویا وہ دلمیں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں پر خدا کا عقاب انکو سخت پکڑے گا اور انکا برا دن اُن سے ٹل نہیں سکتا سو تم صدق اور راستی اور تقوی اور محبت ذاتیہ آلہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جب تک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جسکی نسبت چاہے گا اُسکو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کرے گا تمھیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہیئے تا نفسانی تمنا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہوجاوے جس سے کئی لوگ ہلاک ہوجاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمھاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہیئے

نوٹ سردار صاحب کے خاندانی حالات تاریخ رئیسان پنجاب سر لیپل گریفن صاحب نے لکھے ہیں سردار صاحب اسوقت اپنی ذاتی امدنی بلا شرکت غیرے سو روپیہ سے زیادہ ماہوار رکھتے ہیں اور ہر طرح سے ذاتی قابلیت اور علمی لیاقت کی وجہ سے مشہور ہیں چنانچہ ان کے رسالہ فضل حق سے عام شہرت اور تفصیل حالات خط و کتابت سے معلوم ہوسکتے ہیں +

کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لیے نہ الہام نمائی کے لیے قرآن شریف نے تمھارے لیے بہت پاک احکام لکھے ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بد نظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھو اور بجز اس کے دیکھنا حلال۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بد نظری سے نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمھارے لیے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اسکی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اُسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدائے نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کریگا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔ **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح قطعیہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام لو بلکہ تواصوا بالمرحمۃ پر بھی عمل کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لیے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر ایک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے کہ **اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ** قرآن کا یہ منشا ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور اُنسے بغلگیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اُس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اُس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اُسے طلاق دیسکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں رہی۔ پس تیرے لیے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کرے اور تو مر جاوے۔ **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمھیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لیے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اُس کی حکمت تلف ہوتی ہے طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازع فیہ امر میں گواہی دے تو فیصلہ کے لیے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھیراتا ہے اور **قرآن** تمھیں انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ یعنی بدی کا بدلا اُسیقدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخشدے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اُسے اُس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیے اور چاہیے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہو نہ بے قیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے۔ اور **قرآن** انجیل کیطرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیے نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لیے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیے کہ تو اُن کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ انکی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں۔

اور اس بارے میں فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان کے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم اُن کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کرسکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اسکی نعمتوں کو یاد کر کے اسکی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اُسکی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اُسکو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربی یہ ہے کہ اسکی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔ اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں انکے لیے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو۔ تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتوی پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیے پس اگر خدا تمھارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اُسپر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھیرو۔ لیکن اگر تمھارا کانشنس اُسکو معذور نہیں ٹھیراتا اور تمھارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اُسکے لیے برکت نہ چاہو۔ جیسا کہ شیطان کے لیے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اسکو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری

بدظنیاں جھوٹھی ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھلکر قدم رکھو اور خوب پڑتال کرکے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اسطرح تم اپنے خدا کو ناراض کر دو اور تمھارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لیے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسب مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جبکہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمھارے نفس کے لیے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جبکہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمھیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کرسکتے وہ بھی تمھاری پیروی سے اس نیک کام کو کرلیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا دکھلا کر بھی ان احکام کی حکمت اس نے خود فرمائی ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھڑی میں جا۔ مگر قرآن سکھاتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر ایک موقعہ پر پوشیدہ مت کرو بلکہ تم لوگوں کے روبرو اور اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ بھی کھلے کھلے طور پر دعا کیا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کے لیے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت کریں۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اسطرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش اور جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض ہم کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ نہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر بھی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔ یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے پہاڑ اس کے ذکر میں مشغول ہیں دریا اس کے ذکر میں مشغول ہیں درخت اس کے ذکر میں مشغول ہیں اور بہت سے راستباز اسکے ذکر میں مشغول ہیں اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اسکے ذکر میں مشغول نہیں اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الٰہی فروتنی کرا رہی ہے اور جو کچھ فرشتوں کے بارے میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ اطاعت کر رہے ہیں یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر ایک چیز اسکی اطاعت کر رہی ہے ایک پتہ بھی بجز اسکے امر کے گر نہیں سکتا اور بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفا دے سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کی تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اسکی فرمانبرداری میں مستغرق ہے پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جز انکا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں اور اسکی اطاعت کرتے ہیں اور اسکی تحمید اور تقدیس میں مشغول ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنے جیسے آسمان پر ہر یک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اسکی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے منہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضا و قدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمربستہ ہے کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضا و قدر کے حکم کا تابع ہے ان دونوں حکمتوں سے باہر کوئی نہیں کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جوا ہر ایک کی گردن پر ہے ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدوجزر خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو سو ہو گیا سو ہدایت اور ضلالت کا دور بھی ذرات کے دور کیطرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود باوجود اس کے ہر ایک چیز اسکی آواز سنتی ہے اور اسکی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے؟ اسکا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اسمیں خدا کی بادشاہت نہیں آئی اس لیے حکومت نہ ہونے کی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہوئی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے وہ تو صاف الفاظ میں کہتا ہے کہ کوئی چور یا خونی یا زانی یا کافر فاسق سرکش جرائم پیشہ کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جب تک آسمان پر سے اسکو اختیار نہ دیا جاوے پس کیونکر کہا جاسکے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں کیا کوئی قبضہ زمین پر خدا کے

خدا کے احکام کے جاری ہونے سے مزاحم ہے سبحان اللہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ . . . خود خدا نے آسمان پر فرشتوں کے لیے جدا قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لیے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ انکی فطرۃ میں ہی اطاعت کا مادہ رکھدیا وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے اور سہو و نسیان اُنپر وارد نہیں ہو سکتا لیکن انسانی فطرۃ کو قبول و عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ یہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لیے قضاء و قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کیلیے خدا کے قضاء و قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے انکو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے انکی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار انکو یہ فائدہ پہونچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آجکل طاعون بھی بطور سزا کے زمین پر اُتری ہے اور خدا سے سرکش اُس سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پھر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں کیونکہ جرائم بھی خدا کے قانون قضاء و قدر کے نیچے ہیں سو اگرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر ہو جاتے ہیں مگر قانون تکوین یعنی قضاء و قدر سے باہر نہیں ہو سکتے پھر

کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الٰہی سلطنت کا جُوا اپنی گردن پر نہیں رکھتے دیکھو اس ملک برٹش انڈیا میں چوریاں بھی ہوتی ہیں زناکار اور خائن اور مرتشی وغیرہ ہر ایک قسم کے جرائم پیشہ بھی پائے جاتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں کیونکہ راج تو ہے مگر گورنمنٹ نے عمداً ایسی سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جسکی وحشت سے لوگوں پر زندگی مشکل ہو جائے ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ زندان میں رکھکر اُنکو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رک سکتے ہیں یا اگر قانون میں سخت سزائیں رکھی جائیں تو ان جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ جسقدر اس ملک میں شراب پی جاتی ہے فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں چوری اور خون کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لیے نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم میں کثرت پیدا کر دی ہے نہ یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اُٹھ گئی ہے بلکہ سلطنت کا اختیار ہے کہ قانون کو سخت کرکے اور سنگین سزائیں مقرر کرکے ارتکاب جرائم سے روک دے جبکہ انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو الٰہی سلطنت کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں تو الٰہی سلطنت کسقدر اقتدار اور اختیار رکھتی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر ایک زنا کرنے والے پر بجلی پڑے اور ہر ایک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل سڑ کر گر جائیں اور ہر ایک سرکش خدا کا منکر اسکے دین کا منکر طاعون سے مرے تو ایکہفتہ گذرنے سے پہلے ہی تمام دنیا راست بازی اور نیک بختی کی چادر پہن سکتی ہے۔ پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے لیکن آسمانی قانون کی نرمی نے اسقدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے ہاں سزائیں بھی ملتی رہتی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ بجلیاں پڑتی ہیں۔ کوہ آتش فشاں آتش بازی کیطرح مشتعل ہوکر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں جہاز غرق ہوتے ہیں ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے صدہا جانیں تلف ہوتی ہیں

طوفان آتے ہیں مکانات گرتے ہیں سانپ ڈستے ہیں درندے پھاڑتے ہیں وبائیں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا نہ ایک دروازہ بلکہ ہزارہا دروازے کھلے ہیں جو مجرمین کی پاداش کے لیے خدا کے قانون قدرۃ نے مقرر رکھے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں سچ یہی ہے کہ بادشاہت تو ہے ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں ہتکڑیاں پڑی ہیں اور پاؤں میں زنجیر ہیں مگر حکمت الٰہی نے اسقدر اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے کہ وہ ہتکڑیاں اور وہ زنجیریں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھاتی ہیں اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو وہ انجام جہنم تک پہنچاتی ہیں اور اُس عذاب میں ڈالتی ہیں جس سے ایک مجرم نہ زندہ رہے اور نہ مرے۔ غرض قانون دو ہیں ایک وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور اُنکی اطاعت محض فطرۃ روشن کا ایک خاصہ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی بھی نہیں کر سکتے۔ دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں فطرتی قانون غیر متبدل ہیں اور جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ہے ایسا ہی انسان بھی فرشتہ نہیں ہو سکتا ہے یہ دونوں قانون بدل نہیں سکتے ازلی اور اٹل ہیں اسلیے آسمان کا قانون زمین پر نہیں آسکتا اور نہ زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے انسانی خطا کاریاں اگر توبہ کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطا کاری کا باقی رکھا ہے تا وہ گناہ کرکے اپنی کمزوری پر اطلاع پاویں اور پھر توبہ کرکے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کیلیے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرۃ چاہتی ہے سہو و نسیان انسانی فطرۃ کا خاصہ ہے فرشتہ کا خاصہ نہیں پھر وہ قانون جو فرشتوں

کے متعلق ہے ایسا تو نہیں کیونکر نافذ ہو سکے۔ یہ خطا کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف کمزوری منسوب کی جاوے صرف قانون کے نتائج ہیں جو زمین پر جاری ہو رہے ہیں نعوذ باللہ کیا خدا ایسا کمزور ہے جسکی بادشاہت اور قدرت اور جلال صرف آسمان تک ہی محدود ہے یا زمین کا کوئی اور خدا ہے جو زمین پر مخالفانہ قبضہ رکھتا ہے اور عیسائیوں کو اس بات پر زور دینا اچھا نہیں کہ صرف آسمان میں ہی خدا کی بادشاہت ہے جو ابھی زمین پر نہیں آئی کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ آسمان کچھ چیز نہیں اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کچھ چیز نہیں جس پر خدا کی بادشاہت ہو اور زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت آئی نہیں تو گویا خدا کی بادشاہت کسی جگہ نہیں۔ ماسوا اس کے ہم خدا کی زمینی بادشاہت کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں اُس کے قانون کے موافق ہماری عمریں ختم ہو جاتی ہیں اور ہماری حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور صدہا رنگ کی راحت اور رنج ہم دیکھتے ہیں ہزارہا لوگ خدا کے حکم سے مرتے ہیں اور ہزارہا پیدا ہوتے ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں نشان ظاہر ہوتے ہیں زمین ہزارہا قسم کے نباتات اور پھل اور پھول اُسکے حکم سے پیدا کرتی ہے تو کیا یہ سب کچھ خدا کی بادشاہت کے بغیر ہو رہا ہے بلکہ آسمانی اجرام تو ایک ہی صورت اور منوال پر چلے آتے ہیں اور اُن میں تغیر تبدل جس سے ایک متغیر مبدل کا پتہ ملتا ہو کچھ محسوس نہیں ہوتی مگر زمین ہزارہا تغیرات اور انقلابات اور تبدلات کا نشانہ ہو رہی ہے ہر روز کروڑہا انسان دنیا سے گذر جاتے ہیں اور کروڑہا پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک طور سے ایک مقتدر صانع کا تصرف محسوس ہو رہا ہے تو کیا ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں اور انجیل نے اسپر کوئی دلیل پیش نہیں کی کیوں ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں آئی

البتہ مسیح کا باغ میں اپنے بچ جانیکے لیے ساری رات دعا کرنا اور دعا قبول بھی ہو جانا جیسا کہ عبرانیاں ۵۔ آیت ۷ میں لکھا ہے مگر پھر بھی خدا کا اُس کے چھڑانے پر قادر نہ ہونا یہ بزعم عیسائیاں ایک دلیل ہو سکتی ہے کہ اُس زمانہ میں خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں تھی مگر ہم نے اس سے بڑھ کر ابتلا دیکھے ہیں اور اُن سے نجات پائی ہے ہم کیونکر خدا کی بادشاہت کا انکار کر سکتے ہیں کیا وہ خون کا مقدمہ جو میرے قتل کرنے کے لیے مارٹن کلارک کیطرف سے کپتان ڈگلس کی عدالت میں پیش ہوا تھا وہ اُس مقدمہ سے کچھ خفیف تھا جو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے نہ کسی خون کے الزام سے یہودیوں کیطرف سے عدالت پلاطوس میں دائر کیا گیا تھا مگر چونکہ خدا زمین کا بھی بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لیے اُسنے اس مقدمہ کی پہلے سے مجھے خبر دیدی کہ میں تمکو بری کروں گا اور وہ خبر صدہا انسانوں کو قبل از وقت سنائی گئی اور آخر مجھے بری کیا گیا پس یہ خدا کی بادشاہت تھی جسنے اس مقدمہ سے مجھے بچا لیا جو مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے اتفاق سے میرے پر کھڑا کیا گیا تھا ایسا ہی نہ ایک دفعہ بلکہ بیسیوں دفعہ میں نے خدا کی بادشاہت کو زمین پر دیکھا اور مجھے خدا کی اس آیت پر ایمان لانا پڑا

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی زمین پر بھی خدا کی بادشاہت ہے اور آسمان پر بھی اور پھر اس آیت پر ایمان لانا پڑا

اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ

یعنی تمام زمین و آسمان اُسکی اطاعت کر رہے ہیں جب ایک کام کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو فی الفور وہ کام ہو جاتا ہے اور پھر فرماتا ہے

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

یعنی خدا اپنے ارادہ پر غالب ہے مگر اکثر لوگ خدا کے قہر اور جبروت سے بے خبر ہیں غرض یہ تو انجیل کی دعا ہے جو انسانوں کو خدا کی رحمت سے نومید کرتی ہے اور اسکی ربوبیت اور افاضہ اور جزا سزا سے عیسائیوں کو بے باک کرتی ہے اور اسکو زمین پر مدد دینے کے قابل نہیں جانتی جب تک اسکی بادشاہت زمین پر نہ آوے لیکن اسکے مقابل پر جو دعا خدا نے مسلمانوں کو قرآن میں سکھلائی ہے وہ اس بات کو پیش کرتی ہے کہ زمین پر خدا مسلوب السلطنت لوگوں کی طرح بیکار نہیں ہے بلکہ اسکا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مجازات زمین پر جاری ہے اور وہ اپنے عابدوں کو مدد دینے کی طاقت رکھتا ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کر سکتا ہے وہ دعا یہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۠

اٰمین

ترجمہ وہ خدا ہی ہے جو تمام تعریفوں کا مستحق ہے یعنی اُسکی بادشاہت میں کوئی نقص نہیں اور اُسکی خوبیوں کے لیے کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جو آج نہیں مگر کل حاصل ہو گی اور اُسکی بادشاہت کے لوازم میں سے کوئی چیز بیکار نہیں تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے بغیر عوض اعمال کے رحمت کرتا ہے اور نیز بعوض اعمال رحمت کرتا ہے جزا سزا وقت مقرر پر دیتا ہے اُسی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اُسی سے ہم مدد چاہتے ہیں

اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں نعمتوں کی راہیں کھلا اور غضب کی راہوں اور ضلالت کی راہوں سے دور رکھ +

یہ دعا جو سورۂ فاتحہ میں ہے انجیل کی دعا کی بالکل نقیض ہے کیونکہ انجیل میں زمین پر خدا کی موجودہ بادشاہت ہونے سے انکار کیا گیا ہے پس انجیل کی رو سے نہ زمین پر خدا کی ربوبیت کچھ کام کر رہی ہے نہ رحمانیت نہ رحیمیت نہ قدرت جزا سزا کیونکہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ مگر سورۂ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لیے سورۂ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت کے بیان کیے گئے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ میں یہ صفات ہونی چاہییں کہ وہ لوگوں کی پرورش پر قدرت رکھتا ہو سو سورۂ فاتحہ میں رَبِّ الْعٰلَمِیْن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا گیا ہے۔ پھر دوسری صفت بادشاہ کی یہ چاہیے کہ جو کچھ اس کی رعایا کو اپنی آبادی کے لیے ضروری سامان کی حاجت ہے وہ بغیر عوض ان کی خدمات کے خود رحم خسروانہ سے بجا لاوے سو اَلرَّحْمٰن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے تیسری صفت بادشاہ میں یہ چاہیے کہ جن کاموں کو اپنی کوشش سے رعایا انجام تک نہیں پہنچا سکتے ان کے انجام کے لیے مناسب تدبیر سے مدد دے سو اَلرَّحِیْم میں اس صفت کو ثابت کیا ہے چوتھی صفت بادشاہ میں یہ چاہیے کہ جزا و سزا پر قادر ہو تا سیاست مدنی کے کام میں خلل نہ پڑے سو مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن کے لفظ سے اس صفت کو ظاہر کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۃ موصوفہ بالا نے وہ تمام لوازم بادشاہت پیش کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت اور بادشاہی تصرفات موجود ہیں چنانچہ اس کی ربوبیت بھی موجود اور رحمانیت بھی موجود اور رحیمیت بھی موجود اور سلسلہ امداد بھی موجود اور سلسلہ سزا بھی موجود غرض جو کچھ بادشاہت کے لوازم ہیں سے ہوتا ہے زمین پر سب کچھ خدا کا موجود ہے اور ایک ذرہ بھی اس کے حکم سے باہر نہیں ہر ایک جز اس کے ہاتھ میں ہے مگر انجیل یہ دعا سکھلاتی ہے کہ ابھی خدا کی بادشاہت تم میں نہیں آئی اس کے آنے کے لیے خدا سے دعا مانگا کرو تا وہ آجائے یعنی ابھی تک انکا خدا زمین کا مالک اور بادشاہ نہیں اس لیے ایسے خدا سے کیا امید ہو سکتی ہے سو اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ بھی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلی ہے بلکہ آسمان کی تجلی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اسکا مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلی ہے وہ تو صریح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آ رہی ہے *

* نوٹ آیت فَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ بھی دلالت کر رہی ہے کہ خدا کا حقیقی مطیع انسان ہے جو اپنی اطاعت کو محبت اور عشق تک پہنچاتا ہے اور خدا کی بادشاہت میں ہزارہا بلاؤں کو سر پر لے کر زمین پر ثابت کرتا ہے پس یہ طاعت جو درد دل سے ملی ہوئی ہے فرشتے اسکو کب بجا لا سکتے ہیں۔ منہ

ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی دولت مند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے تو کوئی اپنی موت کو ایک سیکنڈ بھی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابل علاج مرض جب دامنگیر ہوتی ہے تو کوئی طبیب ڈاکٹر اسکو دور نہیں کر سکتا۔ پس غور کرو کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلی ہے جو اس کے حکم رد نہیں ہو سکتے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں آئیگی دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے سانحہ سے زمین کو ہلا دیا تا اس کے مسیح موعود کے لیے ایک نشان ہو پس کون ہے جو اس کی مرضی کے سوا اسکو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔ ہاں ایک بدکار قیدیوں کی طرح اسکی زمین میں زندگی بسر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کبھی نہ مرے لیکن خدا کی سچی بادشاہت اسکو ہلاک کر دیتی ہے اور وہ آخر پنجہ ملک الموت میں گرفتار ہو جاتا ہے پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں ہے۔ دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑہا اس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اور کروڑہا اسکی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتے ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اسکی سلطنت کے خادم ہیں جو انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ چھوڑے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے ہی پہچانا گیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راز مخفی اور غیر مشہود ہے بلکہ حال کے زمانہ میں قریباً تمام عیسائی اور ان کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیلوں میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک کرہ ہمارے پاؤں کے نیچے ہے اور ہزارہا قضا و قدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جن سے خود سمجھ آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدل اور حدوث اور فنا کسی مالک

کے حکم سے ہو رہا ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل کی اس دعا میں تو قبول کر لیا گیا ہے کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچے دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی تحقیقات جدیدہ سے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آسمان کچھ چیز ہی نہیں اُن کا کچھ وجود ہی نہیں پس ماحصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں آسمانوں سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین کی بادشاہت سے اُنکی انجیل نے خدا کو جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے پاس نہ زمین کی بادشاہت رہی نہ آسمان کی مگر ہمارے خدائے عزوجل نے سورہ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہکر حقیقت سے ہمیں خبر دیدی کہ وہ

رَبُّ الْعٰلَمِیْن* ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح اُن سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت انکی پرورش کرتا ہے اور ان کے

---

* نوٹ دیکھو یہ لفظ رَبُّ الْعٰلَمِیْن کیسا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی۔ منہ

مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اسکا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کا جاری ہے۔

اور یاد رہے کہ سورہ فاتحہ میں فقرہ

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو مجازات کبری کا وقت ہے مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع ہے جسکی طرف آیہ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا اشارہ کرتی ہے۔ اب یہ بات بھی سنو کہ انجیل کی دعا میں تو ہر روزہ روٹی مانگی گئی ہے جیساکہ کہا کہ "ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش" مگر تعجب کہ جبکہ ابھی تک زمین پر بادشاہت نہیں آئی وہ کیونکر روٹی دے سکتا ہے ابھی تک تو تمام کھیت اور تمام پھل نہ اُسکے حکم سے بلکہ خود بخود پکتے ہیں اور خود بخود بارشیں ہوتی ہیں اُسکا کیا اختیار ہے کہ کسیکو روٹی دے جب بادشاہت زمین پر آجائے گی تب اُس سے روٹی مانگنی چاہیے ابھی تو وہ ہر ایک زمینی چیز سے بیدخل ہے جب اس جائیداد پر پورا قبضہ پائے گا تب کسیکو روٹی دے سکتا ہے اور اسوقت اُس سے مانگنا بھی نازیبا ہے اور پھر اس کے بعد یہ قول کہ "جسطرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخشدے" اس صورت میں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ زمین کی بادشاہت ابھی اسکو حاصل نہیں اور ابھی عیسائیوں نے کچھ اسکی ہاتھ سے لے کر کھایا نہیں تو پھر قرضہ کونسا ہوا۔ پس ایسے تہیدست خدا کی قرضہ بخشوانے کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ اُس سے کچھ خوف ہے کیونکہ زمین پر ابھی اُسکی بادشاہت نہیں اور نہ اُسکی حکومت کا تازیانہ کوئی رعب بٹھلا سکتا ہے کیا مجال کہ وہ کسی مجرم کو سزا دے سکے یا موسی کے زمانہ کی نافرمان قوم کی طرح طاعون سے ہلاک کر سکے یا قوم لوط کی طرح انپر پتھر برسا سکے یا زلزلہ یا بجلی یا کسی عذاب سے نافرمانوں کو نابود کر سکے کیونکہ ابھی خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں پس چونکہ عیسائیوں کا خدا ایسا ہی کمزور ہے جیساکہ اُسکا بیٹا کمزور تھا اور ایسا ہی بیدخل ہے جیساکہ اُسکا بیٹا بیدخل تھا تو پھر اُس سے ایسی دعائیں مانگنا لاحاصل کہ ہمیں قرض بخشدے اُس نے کب قرض دیا تھا جو بخشدے کیونکہ ابھی تک تو اُسکی زمین کی بادشاہت نہیں جبکہ اُسکی زمین پر بادشاہت ہی نہیں تو زمین کی روئیدگی اُس کے حکم سے نہیں اور زمینی چیزیں اُسکی مہتیا نہیں بلکہ خود بخود آتی ہیں کیونکہ اُس کا زمین پر حکم نافذ نہیں اور جبکہ زمین پر وہ فرمانروا اور بادشاہ نہیں اور کوئی زمینی آسایش اُس کے شاہانہ حکم سے نہیں تو اُسکو سزا کا اختیار ہے نہ حق حاصل۔ لہذا ایسا کمزور اپنا خدا بنانا اور اُس سے زمین پر رہکر کسی کارروائی کی اُمید رکھنا حماقت ہے کیونکہ ابھی اُسکی زمین پر بادشاہی نہیں۔ لیکن سورہ فاتحہ کی دعا ہمیں سکھلاتی ہے کہ خدا کو زمین پر ہر وقت وہی اقتدار حاصل ہے جیسا کہ اور عالموں پر اقتدار حاصل ہے اور سورہ فاتحہ کے سر پر خدا کے اُن کامل اقتداری صفات کا ذکر ہے جو دنیا میں کسی دوسرے مذہب نے نہیں کیا صفائی سے ذکر نہیں کیا جیساکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ وہ رحمٰن ہے وہ رحیم ہے وہ مالک یوم الدین ہے پھر اُس سے دعا مانگنے کی تعلیم دی ہے اور دعا جو مانگی گئی ہے وہ مسیح کی تعلیم کردہ دعا کیطرح صرف ہر روزہ روٹی کی درخواست نہیں بلکہ جو جو انسانی فطرت کو ازل سے استعداد بخشی گئی ہے اور اُسکو پیاس لگا دی گئی ہے وہ دعا سکھلا دی گئی ہے اور وہ یہ ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یعنی اے ان کامل صفتوں کے مالک اور ایسے فیاض کہ ذرہ ذرہ تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت جزا سزا سے تمتع اُٹھاتا ہے تو

ہمیں گذشتہ راستبازوں کا وارث بنا اور ہر ایک نعمت جو انکو دی ہے ہمیں بھی دے اور ہمیں بچا کہ ہم نافرمان ہو کر مورد غضب نہ ہو جائیں اور ہمیں بچا کہ ہم تیری مدد سے بے نصیب رہ کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ آمین۔

اب اس تمام تحقیقات سے انجیل کی دعا اور قرآن کی دعا میں فرق ظاہر ہو گیا کہ انجیل تو خدا کی بادشاہت آنے کا ایک وعدہ کرتی ہے مگر قرآن بتلاتا ہے کہ خدا کی بادشاہت تم میں موجود ہے نہ صرف موجود بلکہ عملی طور پر فیض بھی جاری ہیں غرض انجیل میں تو صرف ایک وعدہ ہی ہے مگر قرآن نہ محض وعدہ بلکہ قائم شدہ بادشاہت اور اسکے فیوض کو دکھلا رہا ہے اب قرآن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اُس خدا کو پیش کرتا ہے جو اسی زندگی دنیا میں راستبازوں کا منجی اور آرام دہ ہے اور کوئی نفس اُس کے فیض سے خالی نہیں بلکہ ہر ایک نفس پر حسب اُسکے ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت کا فیض جاری ہے مگر انجیل اُس خدا کو پیش کرتی ہے جو ابھی تک بادشاہت دنیا میں نہیں آئی صرف وعدہ ہے اب سوچلو کہ عقل کسکو قابل پیروی سمجھتی ہے حافظ شیرازی نے سچ کہا ہے۔

مرید پیر مغانم ز من مرنج ای شیخ
چرا کہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد

انجیلوں میں حلیموں غریبوں مسکینوں کی تعریف کی گئی ہے اور نیز انکی تعریف جو ستائے جاتے ہیں اور مقابلہ نہیں کرتے مگر قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت مسکین بنے رہو اور شر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ حلم اور مسکینی اور غربت اور ترک مقابلہ اچھا ہے مگر اگر بے محل استعمال کیا جائے تو بُرا ہے پس تم محل اور موقعہ کو دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی بدی ہے جو محل اور موقعہ کے برخلاف ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ مینہ کسقدر عمدہ اور ضروری چیز ہے لیکن اگر وہ بےموقعہ ہو تو وہی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ایک ہی سرد غذا یا گرم غذا کی مداومت سے تمھاری صحت قائم نہیں رہ سکتی بلکہ صحت تبھی قائم رہے گی کہ جب موقع اور محل کے موافق تمھارے کھانے اور پینے کی چیزوں میں تبدیلی ہوتی رہے پس درشتی اور نرمی اور عفو اور انتقام اور دعا اور بددعا اور دوسرے اخلاق میں جو تمھارے لیے مصلحت وقت ہے وہ بھی اسی تبدیلی کو چاہتی ہے اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو لیکن نہ بے محل اور بےموقعہ اور ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھو کہ حقیقی اخلاق فاضلہ جنکے ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی زہریلی آمیزش نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان اخلاق فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کرسکتے جب تک تمکو اوپر سے وہ اخلاق عنایت نہ کیے جائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعوے میں جھوٹا ہے اور اس کے پانی کے نیچے بہت سا کیچڑ ہے اور بہت سا گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے سو تم خدا سے ہر وقت قوت مانگو جو اُس کیچڑ اور اس گوبر سے تم نجات پاؤ اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے۔ یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت نہیں پاتے اس لیے اُن کے لیے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کرسکیں سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو ٹھٹھا اور ہنسی کینہ وری گندہ زبانی لالچ جھوٹھ بدکاری بدنظری بدخیالی دنیا پرستی تکبر غرور خود پسندی شرارت کج بحثی سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمھیں آسمان سے ملے گا۔ جب تک وہ طاقت بالا جو تمھیں اوپر کیطرف کھینچکر لے جائے تمھارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک مردہ ہو جس میں جان نہیں اس حالت میں نہ تو کسی مصیبت کا مقابلہ کرسکتے ہو نہ اقبال اور دولتمندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو سو تمھارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اترتی ہے تمھارا منہ نیکی اور راستبازی کیطرف پھیر دے تم ابناء السماء بنو نہ ابناء الارض اور روشنی کے وارث بنو نہ تاریکی کے عاشق تم شیطان کی گذرگاہوں سے امن میں آجاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پرانا چور ہے تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔

سورۃ **فاتحہ** نری تعلیم ہی نہیں بلکہ اسمیں ایک بڑی پیشگوئی بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا نے اپنی چاروں صفات ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت۔ ملکیت یوم الدین یعنی اقتدار جزا سزا کا ذکر کرکے اور اپنی عام قدرت کا اظہار فرما کر پھر اس کے بعد کی آیتوں میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ خدایا ایسا کر کہ گذشتہ راستباز نبیوں رسولوں کے ہم وارث ٹھہرائے جائیں انکی راہ ہم پر کھولی جائے انکی نعمتیں ہمکو دی جائیں خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اُس قوم میں سے ہو جائیں جن پر دنیا میں ہی تیرا عذاب نازل ہوا یعنی یہود جو حضرت عیسیٰ مسیح کے وقت میں تھی جو طاعون سے ہلاک کی گئی۔ خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اُس قوم میں سے ہو جائیں جن کے شامل حال تیری ہدایت نہ ہوئی اور وہ گمراہ ہو گئی یعنی نصاریٰ اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہونگے کہ وہ اپنے صدق و صفا کی وجہ سے پہلے نبیوں کے وارث ہو جائیں گے اور نبوت اور رسالت کی نعمتیں پائیں گے اور بعض

ایسے ہوں گے کہ وہ یہودی صفت ہو جائیں گے جنپر دنیا میں ہی عذاب نازل ہوگا اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ عیسائیت کا جامہ پہن لیں گے۔ کیونکہ خدا کے کلام میں یہ سنتِ مستمرہ ہے کہ جب ایک قوم کو ایک کام سے منع کیا جاتا ہے تو ضرور بعض اُنمیں سے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نیکی اور سعادت کا حصہ لیتے ہیں ابتداء دنیا سے اخیر تک جسقدر خدا نے کتابیں بھیجیں اُن تمام کتابوں میں خدا تعالے کی یہ قدیم سنت ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو اُس کے علم میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ بعض اُس کام کو کرینگے اور بعض نہیں۔ پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس اُمت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے۔ اور کوئی گروہ انمیں سے اُن یہودیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا جنپر حضرت عیسی نے لعنت کی تھی اور وہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئے تھے تا وہ پیشگوئی جو آیت غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے ظہور پذیر ہو۔ اور کوئی گروہ ان میں سے عیسائیوں کے رنگ میں ہو جائے گا عیسائی بنجائے گا جو خدا کی رہنمائی سے بوجہ اپنی شراب خواری اور اباحت اور فسق و فجور کے بے نصیب ہوگئے تا وہ پیشگوئی جو آیت وَلَا الضَّالِّيْن سے مترشح ہو رہی ہے ظاہر ہو جائے اور چونکہ یہ بات مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ آخری زمانہ میں ہزارہا مسلمان کہلانے والے یہودی صفت ہو جائیں گے اور قرآن شریف کے کئی ایک مقامات میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے اور صدہا مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا یا عیسائیوں کی سی بے قید اور آزاد زندگی اختیار کرنا خود مشہود اور محسوس ہو رہا ہے بلکہ بہت لوگ مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ وہ عیسائیوں کی طرز معاشرت پسند کرتے ہیں اور مسلمان کہلا کر نماز روزہ اور حلال اور حرام کے احکام کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ دونوں فرقے یہودی صفت اور عیسائی صفت اس ملک میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ دو پیشگوئیاں سورہ فاتحہ کی تو تم پوری ہوتی دیکھ چکے ہو اور بچشم خود مشاہدہ کر چکے ہو کہ کسقدر مسلمان یہودی صفت اور کسقدر عیسائیوں کے لباس میں ہیں تو اب تیسری پیشگوئی خود ماننے کے لائق ہے کہ جیسا کہ مسلمانوں نے یہودی عیسائی بننے سے یہود و نصاری کی بدی کا حصہ لیا ایسا ہی انکا حق تھا کہ بعض افراد ان کے اُن مقدس لوگوں کے مرتبہ اور مقام سے بھی حصہ لیں جو بنی اسرائیل میں گذر چکے ہیں یہ خدا تعالے پر بدظنی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو یہود و نصاری کی بدی کا تو حصہ دار ٹھیرا دیا ہے یہانتک کہ انکا نام یہود بھی رکھدیا مگر انکے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس اُمت کو کوئی حصہ نہ دیا پھر یہ اُمت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا انکو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس اُمت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور اُن کا ظل ہو۔ کیونکہ خدا تعالے کی رحمت سے بعید ہے کہ وہ اس اُمت میں اس زمانہ میں ہزارہا یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے اور ہزارہا عیسائی مذہب میں داخل کرے مگر ایک شخص بھی ایسا ظاہر نہ کرے جو انبیاء گذشتہ کا وارث اور انکی نعمت پانے والا ہو تا پیشگوئی جو آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مستنبط ہوتی ہے وہ بھی ایسی ہی پوری ہو جائے جیساکہ یہودی اور عیسائی ہونیکی پیشگوئی پوری ہو گئی اور جسحالت میں اس اُمت کے برے نام رکھے گئے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی ان کے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضا ہونا چاہیے تھا کہ جیسے گذشتہ نصاری سے انھوں نے بُری چیزیں لیں اسیطرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لیے خدا نے سورۂ فاتحہ میں آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں بشارت دی کہ اس اُمت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائیں گے نہ یہ کہ نرے یہودی ہی بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں اسی کی طرف سورہ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اُس کے رحم میں عیسی کی روح پھونکی گئی اور عیسی اُس سے پیدا ہو اس آیت میں اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ اس اُمت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اُسکو ملے گا پھر اُس میں عیسی کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسی نکل آئے گا یعنی وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا گویا مریم ہونیکی صفت نے عیسی ہونے کا بچہ دیا اور اسطرح وہ ابن مریم کہلائے گا جیساکہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کیطرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ اَنّٰى لَكِ هٰذَا یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام میں کہ هُزِّیْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ یعنی اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اس کے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم

اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ
نَفَخْتُ فِيْكَ مِنْ لَّدُنِّيْ رُوْحَ
الصِّدْقِ یعنی اے مریم تو مع اپنے
دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے
تجھ میں اپنے پاس سے صدق کی روح
پھونک دی۔ خدا نے اس آیت میں
میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس
آیت کے مقابل پر ہے کہ نَفَخْنَا فِيْهِ
مِنْ رُّوْحِنَا۔ پس اس جگہ گویا استعارہ
کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی
روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق
ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین
احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ
میں تھا اس کے پیدا ہونے کے بارہ میں
یہ الہام ہوا یعیسیٰ انی متوفیک
ورافعک الی وجاعل الذین
اتبعوک فوق الذین کفروا
الی یوم القیمۃ۔ اس جگہ میرا نام
عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا
کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کے روح کا نفخ
صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس
اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا
کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت
سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو
صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین
احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں
بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان
کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں
اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس
امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد
اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک
دی جائے گی پس وہ مریمیت کے رحم میں
ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت
میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ
بن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی عیسیٰ ابن
مریم کے بارہ میں ہے جو قرآن شریف یعنی
سورہ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو
برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین
احمدیہ میں سورۃ التحریم کے ان آیات کی
خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے

قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف
کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر
انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ
وہ پیشگوئی جو سورہ تحریم میں تھی یعنی یہ
کہ اس امت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا
اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا گویا
اسمیں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں
براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی
کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے
اختیار میں تھا اور کیا میں اسوقت موجود
تھا جب کہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا
تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے
لیے کوئی آیت اتاری جائے اور اس
اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے
کہ مجھے کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا
آج سے بیس یا بائیس برس پہلے بلکہ اس
سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ
ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش
کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے
چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے
زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی
روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶
براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم
میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو غور کرو
اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل
نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان
کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین
احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ
گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو
میں اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا
کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے
گا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم
ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی
اس لیے گو اس نے براہین احمدیہ کے
تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر
جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے
دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے
پرورش پائی اور پردہ میں نشو و نما پاتا
رہا پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو
جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶

میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ
میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں
مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد
جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس
الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے
حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے
مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے
میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین
احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر
نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز
پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور
براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اس کے
معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی
اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا عقیدہ رسمی
براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی
اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا
جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں
کے لیے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے
خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک
کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے سو اس
وقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا
کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار
میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آگیا
تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم
کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں
کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو
براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے
اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں
اور مجھے یاد نہیں کہ میں وہ الہام اپنے
کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے
یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو
میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت
کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اس
زمانہ کا ہے جبکہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا
خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا
پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاء
ها المخاض الی جذع النخلۃ
قالت یالیتنی مت قبل ھذا
وکنت نسیا منسیا۔ یعنی پھر مریم کو
جو مراد اس عاجز سے ہے درد زہ تنہ کھجور

کی طرف سے آئی یعنی عوام الناس اور جاہل مولوی جو بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنھوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کیطرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کیطرف سے یکہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوی کی برداشت نہ کرسکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انھوں نے فنا کرنا چاہا تب اسوقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکھکر میرے دل پر گذرا اُسکا اسجگہ خدا تعالی نے نقشہ کھینچدیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا کہ لقد جئت شیئا فریا۔ ماکان ابوک امرء سوء وماکانت امک بغیا۔ اور پھر اس کے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے الیس اللہ بکاف عبدہ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ ترجمہ۔ اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ ✱

✱ **نوٹ** اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعوی مسیح موعود ہونیکی کسی نے انکو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور اور سید ھا اور صادق مسلمان تھا ایسا ہی بہتوں نے کہا کہ تمنے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوے کیا۔ منہ

اور تیری ماں تو ایسی نہ تھی مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لیے ایک نشان بناوینگے اور یہ بات ابتدا سے مقدر تھی اور ایسا ہی ہونا تھا یہ عیسی بن مریم ہے جس میں لوگ شک کررہے ہیں یہی قول حق ہے یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرۃ عیسی اور اُن کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسی کو لوگوں نے ناجائز پیدایش کا انسان قرار دیا ہے اُسی کی نسبت اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسی ہے جسکی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسی سے میں ہی مراد ہوں میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اسکو نشان بناوینگے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسی بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورۃ پرست ہیں حقیقت پر اُن کی نظر نہیں۔

باقی آیندہ انشاءاللہ

سراج الاخبار جہلم کے مستفسر کو جواب

سراج الاخبار جہلم میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کے متعلق ایک استفسار شائع کیا گیا ہے جس میں حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کو بھی جواب کے لیے مخاطب کیا گیا ہے اور مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی کو بھی۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ شیخ بٹالوی اور شیخ دہلوی نے کیا جواب دیا ہے ہم نے سرسری طور پر اس استفسار کو حضرت فاضل امروہی کی خدمت میں پیش کردیا آپ نے فوراً استفسار مذکور کا جواب مندرجہ ذیل لکھکر ہمیں بھیجدیا اور غالباً اسکی ایک نقل سراج الاخبار کو بھی روانہ کی گئی ہے ✦ مسند امام احمد بن حنبل حضرت حکیم الامۃ کے عظیم الشان کتب خانہ میں موجود ہے اور اسی سے حدیث مندرجہ جواب نقل کی گئی ہے۔ وہ تحریر جو حضرت فاضل امروہی نے ہمیں دی ہے یہ ہے اُمید ہے ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگی۔ اور سراج الاخبار کے ایڈیٹر سے ہمیں اُمید ہے کہ وہ بہت جلد اسکو اپنے اخبار میں شائع کردے گا۔

السلام علیکم بعدہ آنکہ شیخ یعقوب علی صاحب مالک اخبار الحکم نے مجھسے فرمایا کہ ایڈیٹر سراج الاخبار نے مطالبہ اسناد حدیث وضع الید الیمنی علی الیسری فوق الصدر کا کیا ہے اور تمھارا نام بھی اُس مطالبہ میں لکھا ہے۔ لہذا لکھا جاتا ہے مسند امام ہمام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۲۶ میں حدیث ذیل معہ اسناد لکھی ہے

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا یحیی بن سعید عن سفیان حدثنی سماک عن قبیصۃ بن ھلب عن ابیہ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ وعن یسارہ ورایتہ قال یضع ھذہ علی صدرہ وصف یحیی الیمنی علی الیسری فوق المفصل انتہی یہ حدیث جو وائل بن حجر کی روایت سے ابن خزیمہ سے محدثین نے نقل کی ہے سو وضع ہو کہ صحیح ابن خزیمہ ہند و ہندوستان میں کہیں موجود نہیں معلوم ہوتی لہذا مسند

ہمارے امام کی نئی تائیدیں

شَہِدَ شَاھِدٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ

حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کا نقشہ ایک عالم یہودی نے جب دیکھا تو اُسنے اسکی طرز بناوٹ پر غور کرکے یہ رائے ظاہر کی کہ یہ انبیاء بنی اسرائیل کی قبروں کے نمونہ پر ہے۔ یہ ایک شہادت ہے جو بنی اسرائیل کے ایک عالم نے دی حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اسکو کشتی نوح کے ساتھ منضم کیا جائے یہ شہادہ بہت مؤثر ہوگی اور انشاء اللہ اس سے مفید نتائج پیدا ہوں گے۔ ایک عام تحریک ہوگی۔

پطرس کی شہادت وفات مسیح پر

مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے نے سٹریٹ سیٹلمنٹ سے آئے ہوئے ایک خط کا کچھ حصہ سُنایا۔ ہمیں راقم خط بحوالہ ایک اٹلی اخبار کے ناقل ہے کہ یروشلم میں ۱۳ جولائی ۱۸۷۹ء کو کور نامی ایک راہب کے مرجانے پر اسکے ترکہ میں سے بعض کاغذات برآمد ہوئے ہیں جو عبرانی زبان میں ہیں جب وہ کاغذات اور ترکہ اُس کے وارثوں کو دیا گیا اور ان کاغذات کے پڑھنے کی کوشش کی گئی تو وہ پڑھے نہ گئے کیونکہ وہ پرانی عبرانی میں تھے بہر حال بڑی کوشش اور محنت کے بعد جب کاغذ پڑھا گیا تو وہ **پطرس حواری** کی ایک تحریر تھی جسمیں پطرس ظاہر کرتا ہے کہ یہ کاغذ میں **مسیح کی وفات سے تین برس بعد** لکھتا ہے اور اب میری عمر ۹۰ سال کی ہے اور اسی کاغذ میں پطرس مسیح کو مسیح ابن مریم ہی کہتا ہے خدا۔ یا خدا کا بیٹا نہیں دیتا بلکہ الفاظ اسکو نبی ہی کے درجہ تک پہونچاتے ہیں۔ چونکہ یہ سب تحریر میں طبع ہونے والا ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہم اس مقام پر اسکا ترجمہ دیں حاصل بالمطلب ہی کافی ہے۔ غرض پطرس مسیح کی موت کا معترف ہے ورنہ موجودہ نصرانیت کے محاورہ کے موافق اگر پطرس مسیح کے جی اُٹھنے کا یا آسمان پر زندہ چلے جانیکا قائل ہوتا **تو اُسے کہنا چاہئے تھا کہ مسیح کے جی اُٹھنے یا آسمان پر چلے جانے کے تین برس بعد میں یہ لکھتا ہوں** پطرس کا یہ لکھنا کہ مسیح ابن مریم کی وفات کے تین سال بعد اسکو لکھتا ہوں اور واقعہ صلیب کا ذکر نہ کرنا اس امر کی صاف دلیل ہے کہ وہ مسیح کی اُس موت کا ذکر کرتا ہے جو **کشمیر میں واقع ہوئی** تفصیلی حالات ان کاغذات کے پوری نقلیں کی اشاعت سے معلوم ہونیکی توقع ہے۔ بائبل سوسائٹی نے ان کاغذات کی صحت کو تسلیم کرلیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چار لاکھ لیر دیکر ان کاغذات کو **وارثان کور** سے حاصل کرنیکی تجویز کی گئی ہے۔

حضرت اقدس ع‍م اس خبر کو سنکر ازلس محظوظ ہوئے کیونکہ آپ کی تائید میں ایک زبردست شہادت ہے اور عیسائیت کی شکست فاش کے لیے خود عیسائیوں کے معتبر حواری پطرس کا ہی طیار کردہ حربہ ہے۔ ایک عرصہ ہوا حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بذریعہ الہام الٰہی معلوم کرایا گیا تھا کہ کسر صلیب کے دو اسباب پیدا ہوگئے ہیں اس قسم کے اندرونی اسباب ہیں اور یہ اندرونی اسباب **کسر صلیب** کے لیے مفید ثابت ہو رہے ہیں اللّٰھم زد و فزد۔

مسیح کی دعا

ان کاغذات میں ایک کاغذ مسیح کی دعا کا بھی نکلا ہے جسمیں وہ نہایت عجز کے ساتھ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔ اس دعا کی اشاعت پر جو کشتی نوح میں کی جاتی ہے عیسائی دنیا کو معلوم ہوگا کہ مسیح اپنا مقام کیا ٹھیراتا ہے؟ مسیح اعتراف کرتا ہے کہ میرے گناہ بخش اور پھر یہ بھی کہتا ہے کہ مجھپر ایسے لوگوں کو مسلط نکر جو رحم نہ کرسکیں اور یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ پرہیزگاری کے مشکلات میں مجھے نڈال اور یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ اپنے دوستوں میں مجھے حقیر نہ کر اور یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ میں اُس کمال تک نہیں پہونچا جسکی مجھے خواہش تھی غرض یہ ساری دعا جو بہت جلد شائع ہوگی مسیح کی عبودیت بندگی بیچارگی کی پوری مظہر ہے۔ اور اسکی شان نبوت کے موافق ہے۔

انگلستان میں ایک خدا پیدا ہوا۔

مسٹر گیٹ شام ایک شخص نے انگلستان میں مسیح ہونے کا اعلان اپنے گرجا میں کیا اور اُس کے مریدوں نے اُسے تسلیم کرلیا نہ صرف مسیح بلکہ خدا ڈاکٹر ڈوئی نے الیاس۔ عہد نامہ کا رسول ہونے کا دعوی کیا اور یہ خدا پیدا ہوا۔ اس قسم کے کاذب مفتریوں کا پیدا ہونا اور قائم ہونا صاف بتا رہا ہے کہ خدا کا صادق و برگزیدہ مسیح موعود ع‍م آگیا ہے۔ یہ غیر قوموں کی شہادۃ ہے ایسے مدعیوں کا پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ فطرتی طور پر طبیعتوں میں مسیح موعود کی بعثت کے لیے اضطراب پایا جاتا ہے اور اس ضرورۃ کو محسوس کیا جاتا ہے خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اسے پایا اور مغربی قومیں وقت آتا ہے کہ بڑی نیازمندی کے ساتھ اس کے حضور سر جھکائیں گی۔

ڈاکٹر ڈوئی کو دعوۃ

امریکہ کے مفتری الیاس کو جس دعوۃ کا ذکر ہم نے الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں کیا تھا۔ وہ چٹھی انگریزی زبان میں طبع ہو کر روانہ ہوگئی اُمید کیجاتی ہے

جہلم کے مباحثہ کے واقعات صحیحہ

سلسلے کےلئے دیکھو اخبار الحکم ۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء

اور آپکے استدلالات ایسے کمزور اور غریبہ تھے جنمین آپ دیگر مفسرین سے متفرد پائے جاتے تھے . . . .

اور آپکا طرز بیان نہایت کرخت اور آواز بھرائی ہوئی تھی گویا آپکو بحۃ الصوت کی بیماری ہے باایں ہمہ ایک گھبراہٹ دامنگیر تھی - جس نے آپکو حواس باختہ بنا ہوا یا تہا غرض جون تون کرکے آپکا مضمون ختم ہوا تو میر مجلس نے فرمایا کہ ابھی آپکا بہت سا وقت باقی ہے کچھہ تو اور کہیئے مگر آپ نے فرمایا کہ مین نے جو کچھہ کہنا تہا کہہ چکا ہون تب میر مجلس صاحب نے مولوی ابو یوسف صاحب کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیا آپ اس تقریر کا آج اور اسی وقت ہی جواب دینا چاہتے ہین کیونکہ آپ کے لئے ابھی کافی وقت ہی - مولوی ابو یوسف صاحب نے کہا کہ مین تحریر کا جواب تحریر سے ہی دینا چاہتا ہون میرے پاس اس وقت کوئی لکھی ہوئی کتاب موجود نہین جسکو مین سنا دون اور اسطرح میری تقریر محفوظ بھی نہین رہ سکتی مجھے مولوی ابراہیم صاحب کے مضمون کی کاپی ملجاوے تو مین انشاء اللہ تعالی کل جواب دون گا +

اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا یہ ۲۶ اگست سنہ ۱۹۰۲ء کا دن تہا +

اب صبح ۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۲ء کو مولوی ابو یوسف صاحب نے ۶ بجے صبح ہی سے اپنا جواب لکنا شروع کردیا اور اپنی یادداشت اور نوٹون کی بنا پر بارہ بجے تک جواب لکھکر طیار کر لیا جب مضمون پورا ہوچکا تو مولوی ابراہیم صاحب کا پرچہ بھی پہنچا اور ساتھہ ہی مولوی ابو یوسف صاحب کے عربی پرچہ کا مطالبہ تہا مولوی ابو یوسف نے اپنا عربی پرچہ اس شخص کے ہاتھہ بھیجدیا جو مولوی ابراہیم صاحب کا پرچہ لایا تہا مگر ادہر سے بھی مولوی کرم الدین صاحب کے عربی پرچہ کا بالمقابل مطالبہ کیا گیا لیکن انہون نے اپنا عربی پرچہ دینے سے انکار کیا اور شدت تقاضہ پر بھی نہ بھیجا اس سے مولوی کرم دین صاحب کی عربی دانی کا ایک منصف طبع انسان کو پتہ لگ سکتا ہی کہ مولوی کرم دین صاحب کو اپنی عربی کی صحت کی نسبت کچھہ تو ڈہرکا تہا کہ بار بار کے مطالبہ پر بھی پرچہ ندیا اور خلاف معاہدہ کیا کیونکہ بالمقابل تحریرون کے دینے کا معاہدہ ہوچکا تہا +

مولوی ابو یوسف صاحب کو اپنا جواب مکمل کرنیکے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مولوی ابراہیم صاحب کے پرچے کو اول سے آخر تک پڑھہ لینا چاہئے اور جواب کو اس سے منطبق کر لینا چاہیئے جب مضمون مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب حرف بحرف پڑہا گیا تو معلوم ہوا کہ اسمین اکثر حصہ ان مضامین کا نہین جو آپنے اپنی تقریر مین بیان کئے تھے اور نہ وہ نوٹ بھی درج ہین جو اُن کی تقریر سے لئے گئے تھے اور وہ نوٹ اور مضامین جو مضمون سے عمدًا خارج کئے گئے ایسے اہم اور ضروری تھے جن سے مولوی ابراہیم صاحب کی ساری قلعی کھل جاتی تھی اور آپ کے علم کی پوری پردہ دری ہوتی تھی اور اس مضمون کے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کچھہ زائد مضامین اور سوال بھی اس پرچہ مین درج کئے گئے ہین تب فورًا تحصیلدار صاحب کیطرف ایک خط لکھا گیا اور مولوی صاحب کی دیانتداری کا سارا حال منکشف کیا گیا لیکن تحصیلدار صاحب کی طرف سے اس خط کا کوئی تسلی بخش جواب نہ آیا +

اس کے بعد مولوی ابو یوسف صاحب کو تپ کے آثار شروع ہوگئے اور ظہر کی نماز سے پہلے تپ کی شدت ہوگئی اور بکثرت استفراغ ہونے شروع ہوئے اور تپ کا اسقدر زور ہوا کہ ٹمپریچر ۱۰۴ درجے پر ہو گیا اور ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب آپکی تیارداری کرنے لگے ڈاکٹر صاحب موصوف بڑی دلجوئی اور جانفشانی سے (خدا تعالی ان کو جزائے خیر دے) علاج کرتے رہے اور دم بدم بخار کا اندازہ لیتے رہے یہانتک کہ کثرت پسینہ کے سبب سے بخار دھیمہ ہوکر ۱۰۲ درجے پر پہونچا اس وقت ڈاکٹر صاحب موصوف نے ۶ گرین کونین اور فناسٹین کا مکسچر بناکر مولوی صاحبکو پلایا - ۶ بجے کے قریب بخار اسقدر ہلکا ہوگیا کہ مولوی صاحب نے چارپائی پر بیٹھکر ظہر اور عصر کی نماز جمع کرکے گزاری یہ ۲۷ اگست کا دن تہا اور وہی دن تہا جسمین مولوی ابو یوسف صاحب نے جواب سنانا تہا ادہر عیدگاہ مین چار بجے سے پہلے ہی ایک طوفان عظیم برپا ہوا ہوا تہا قاصد پر قاصد اور بلاوے پر بلاوا چلا آتا تہا مولوی برہان الدین صاحب نے کہا کہ پہلے مولوی صاحبان سے کمی بیشی مضمون کی نسبت فیصلہ کر لینا چاہیئے اور ہماری جماعت کے لوگ مولوی صاحبان کی اس حرکت بیجا کا عام طور پر اعلان کردین شاید اگر اس امر کے فیصلے تک مولوی ابو یوسف صاحب کو کچھہ صحت ہوگئی تو وہ خود جاکر مضمون سنا دینگے ورنہ کسی اور شخص کو سنانے کے لئے کھڑا کردیا جائیگا مگر پہلے اس خیانت کا تصفیہ ہونا چاہئے اور تحصیلدار صاحبکو بھی دوبارہ اسپر مطلع کیا گیا - تحصیلدار صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سے انکی اس تبدیل و تحریف کے بارہ مین باز پرس کی تو آپ نے طوعًا و کرہًا مان لیا کہ ہان ضرور کچھہ مضمون جلدی کے سبب سے درج نہین ہوسکا تب تحصیلدار صاحب نے آپکو بہت کچھہ نادم کیا اور آپ کی اس حرکت ناشائستہ پر آپکو ملزم ٹھہرایا مگر عوام تک ابھی یہ بات نہ پہونچی تھی اس لئے جماعت احمدیہ کے

نوٹ اگرچہ مولوی ابراہیم صاحب نے اپنے مضمون کی کاپی دینے کا وعدہ کیا تہا مگر مولوی ابو یوسف صاحب و ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے ساتہہ ہی ساتہہ مولوی ابراہیم صاحب کی تقریر مین سے چند ضروری نوٹ کر لئے تھے دوران تقریر مین مولوی ابراہیم صاحب نے اعتراض بھی کیا تہا کہ جب مین نے تحریر دینے کا وعدہ کیا ہی تو میری تقریر کے نوٹ کیون کئے جاتے ہین اس پر مولوی ابو یوسف صاحب نے فرمایا کہ نوٹ کرنا ہمارا حق ہی ہم نے جواب دینا ہے آپ ہمکو اس سے روک نہیں سکتے اور میر مجلس صاحب نے بھی فرمایا کہ نوٹ کرنا مولوی صاحب کا حق ہے آپ بھی اُن کی تقریر کے نوٹ کر سکتے مین +

چند تعلیم یافتہ لوگون کو عین جلسہ مین بھیجا گیا اور مولوی ابراہیم صاحب سے عام لوگون مین بہت کچھ رد وبدل کے بعد تسلیم کرایا گیا کہ آپنے کل کے سنائے ہوئے مضمون مین سے اسقدر مضامین خیانت کے طور پر چھپا لئے ہین اور ان تمام نوٹون پر جو آپ کی تقریر سے لئے گئے تھے اور آپ کے مرسلہ مضمون سے خارج تھے تحصیلدار صاحب کی فہمائش سے اور عام لوگون کے سامنے تسلیمی صاد کرائے گئے اور اعلان کیا گیا کہ یہ آپ کی خیانت ہے تب تو مولوی ابراہیم صاحب کو مارے خجالت کے موت کا سامنا ہو گیا اور اس قدر آپ عرق شرم مین ڈوبے کہ پانی پانی ہو گئے مگر اس خجالت کا آپ پر ایک فوری اثر تہا بعد مین پہر آپنے اپنا سر جہاڑ کر صافہ باندھ لیا اور اس خیانت کے اظہار کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ اس چھپائے مضمون کا جواب مولوی ابو یوسف صاحب لکھ چکے تھے پس اسکا اظہار اگر اسوقت نہ کیا جاتا تو مولوی ابراہیم صاحبکو اس عذر کی گنجائش ہو جاتی کہ یہ میری باتون کا جواب نہین ہے اور نہ یہ باتین میرے تحریری مضمون مین درج ہین مگر اس کارروائی کے اثنا مین مولوی ابو یوسف صاحب کی طبیعت ابھی تک نڈھال تھی اور بخار مین کوئی بھی خفت پیدا نہ ہوئی تھی اس لئے پہلے ہر بہاول بخش صاحب ذیلدار کو مولوی صاحب کا معائنہ کرایا گیا اب انہون نے تحصیلدار صاحب کی خدمت مین عرض کیا کہ مولوی ابو یوسف صاحب بعارضہ تپ شدید بیمار ہین اور مضمون سنانیکے لئے آ نہین سکتے لیکن مضمون طیار ہے اسپر تحصیلدار صاحب نے میان دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر اور چودہری غلام قادر صاحب سب رجسٹرار اور راجہ خان بہادر خان صاحب کو مولوی ابو یوسف صاحب کی بیماری کی تصدیق کے لئے بھیجا اول الذکر صاحب نے تو مولوی صاحب کی حالت دیکھکر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور کہا کہ واقعی اس وقت مولوی صاحب کی حالت شدت تپ کی وجہ سے

دگرگون ہے اور ضعف اور ناتوانی حد سے زاید ہے مگر آخر الذکر ہر دو صاحبان نے بہت تیز زبانی کی اور راجہ خان بہادر خان صاحبنے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپکو اور بیماری تو کوئی نہیں آپ صرف جواب نہین دے سکتے اس لئے بیمار بن بیٹھے اس وقت مولوی صاحب کے تمام کپڑے پسینہ مین تر تھے اور لحاف کے سہارے سے چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے راجہ خان بہادر خان صاحب کی بات کا آپ نے صرف اس قدر جواب دیا کہ مین آپکی زبان کو نہین تہام سکتا اور میرا حال میرا خدا ہی جانتا ہے تب راجہ صاحبنے کہا کہ ایک معمولی تپ ہے آپ اس قدر نڈہال کیون ہو گئے ہین چلکر مضمون سنا دیجئے اسکے جواب مین شیخ معراج الدین صاحبنے راجہ صاحب موصوف کو یہ کہا کہ آپ تہوڑی دیر گھوڑے پر چڑہنے سے دو دو گہنٹہ تک اپنے نوکرون سے دبواتے اور چاپی کرایا کرتے ہین یہ تو تپ شدید ہے اس کی کیفیت اسے ہی معلوم ہوتی ہے جسے چڑہتا ہے اسپر چودہری غلام قادر صاحب نے کہا کہ مولوی صاحبکو اسوقت بخار نہین آپکا بدن ٹہنڈا ہے ہان پسینہ آیا ہوا ہے مین ڈاکٹر صاحبکو لاتا ہون اور عذر فیس بھی دونگا اگر مولوی صاحب کو بخار ہوا تو سو روپیہ جرمانہ بھی دونگا تب ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحبنے فرمایا کہ آپ ضرور ڈاکٹر صاحبکو لائین اور مولوی صاحب کا ملاحظہ کرائین اور کچھ جیب سے بھی نکالین اور جسطرح پر چاہین بیماری کی تصدیق کرائین اس رد وبدل کے بعد دوبارہ میان دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو ضرور بخار ہے اور ان کی حالت کہہ رہی ہے کہ وہ اسوقت سخت ناتوان ہین مجبور نہین کرنا چاہئے تب یہ لوگ جلسہ مین واپس گئے اور سب سے پہلے جیسا کہ سراج الاخبار بیان کرتا ہے چودہری غلام قادر صاحبنے خلاف بیانی کا ثواب لیا اور پہر شاید راجہ خان بہادر خان صاحبنے بھی ان کی تائید کر کے اپنی عقبی کو سنوارا ہان میان دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے جو کچھ دیکھا

تہا صاف صاف بیان کر دیا اسی لئے سراج الاخبار نے اُن کی شہادت کو اپنے حق مین غیر مفید سمجھکر اپنے بیان مین درج نہیں کیا اور چودہری غلام قادر صاحب معہ ڈاکٹر داکیسور تپ حرجانہ کے ابھی تک تشریف لا رہے ہین افسوس کہ اُن کی فضول گوئی کا نتیجہ کیا ہوا اسکے بعد ہر دو مولوی صاحبان یعنی ابراہیم وکرم الدین نوبت بہ نوبت ممبر پر چڑہے اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھکر وہ وہ مفوات اور ہزلیات اور الزامات اور خرافات منہہ سے نکالے کہ الامان الامان انکی بکواس کے سبب سے کوئی جماعت احمدیہ کا ممبر وہان پر نہ بیٹھ سکا کیونکہ حضرت اقدس امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی پاک جماعت کی نسبت اہانت اور تحقیر کا کوئی دقیقہ اسوقت مولوی صاحبان نے اٹھا نہ رکھا تہا اور یہ بھی شرم نکی کہ تعلیم یافتہ لوگ اور خصوصًا حکام انتظام ہماری نسبت کیا رائے لگائینگے اور ہماری تہذیب اور شائستگی پر کس قدر نفرین کرین گے غرض مولوی صاحبان ایک ہی دھن مین لگے رہے اور ممبر پر چڑھکر جہان قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر ہونا چاہئے تہا ہجو قبیح اور کذب صریح کے گیت گاتے اور قصیدے پڑہتے رہے اور اپنی طرف سے اس یکطرفہ کارروائی پر اپنی ظفر کا ڈنکا بجا دیا ادہر مولوی ابو یوسف صاحب نے یہ صورت حال سنکر اپنی عزت اور حمیت دینی کو کام فرمایا اور اُسی ضعف وناتوانی کی حالت مین افتان وخیزان مجلس مین جا پہونچے آپکے ساتہہ جماعت احمدیہ کے کئی ایک اشخاص تھے اور آپکو تہامے ہوئے لے گئے تب آپ تحصیلدار صاحب کے پاس جا بیٹھے اسوقت منافق طبع مولوی کرم دین کچھ ہجو کے اشعار مولوی ابو یوسف صاحب کی شان مین پڑہہ رہا تہا مولوی صاحبنے بڑی متانت سے اُس کی بیحیائی کو نظر انداز کیا اور اس کی طرف سے اپنی دریا دلی سے عفو اور درگذر کو عمل مین لا کر اعراض کیا اور تحصیلدار صاحب سے کہا کہ میرا مضمون طیار ہے اگر آپ چاہین تو اس وقت سن لین مین خود تو سنا نہین سکتا مگر دوسرا شخص

سنا دیگا چنانچہ منشی محمد حسن صاحب احمدی رہتاسی کو مضمون کے پڑھنے کے لئے پیش کیا اور یہ وقت شام کے قریب تہا تب مولوی ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ ہان مضمون سن لیا جائے آپکا مدعا صرف یہ تہا کہ وقت تو گذر ہی چکا ہے لوگ ابھی چلے جائینگے اور مضمون ناتمام رہ جائیگا اور اسکا کوئی اثر نہ ہوگا تحصیلدار صاحب نے اس امر کو ارکان مجلس کے پیش کیا تو انہون نے باتفاق رائے یہ بات منظور کی کہ کل چار بجے یعنی ۳۰ اگست کو مولوی ابو یوسف صاحب کا مضمون سنا جائے اسپر مولوی ابراہیم صاحب نے چنان چنین تو بہت کیا کہ مجھے فرصت نہین مین آج چلا جاونگا مگر تحصیلدار صاحب و دیگر ارکان مجلس نے آپکی ایک نہ مانی اور آپکو اسپر مجبور کیا کہ ضرور آپکو مضمون سنکر جانا ہوگا اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا

جلسہ ۲۸ اگست ۱۹۰۲ء آج وقت مقررہ سے پہلے اسقدر مخلوق خدا کا ہجوم پایا گیا کہ میدان عیدگاہ پر ہوگیا او مضافات کے لوگ بھی کثرت سے جمع ہو گئے مولوی ابو یوسف صاحب کے مضمون کے سننے کے لئے لوگون مین حد سے زائد خواہش اور آرزو پائی جاتی تھی ٹہیک چار بجے حکام انتظام اور پولیس کنسٹیبلان بھی آپہونچے اور مولوی ابو یوسف صاحب معہ جماعت احمدیہ جلسہ مین تشریف لے آئے اور بحکم میر مجلس صاحب ممبر پر بیٹھ گئے اور مضمون پڑہنا شروع کیا شروع مین بوجہ ضعف دھیمی آواز اور آہستگی سے مضمون پڑہنے لگے مگر رفتہ رفتہ آواز مین بلندی اور تلفظ مین برجستگی ہوتی گئی اور ضعف بیماریکا کل اثر جاتا رہا غرض آواز کی خوبی اور الفاظ کی شستگی اور مضامین کی ترتیب اور معانی کی دلچسپی اور عبارت کی سلاست اور استدلالات کی قوت اور استشہادات کی ثقاہت اور خصم کے دلائل پر قدح و جرح کی مضبوطی اور مضمون خوان کی متانت اور وقار نے لوگون کے دلون پر وہ خارق عادت اثر کیا کہ اتنی بڑی جمع کثیر مین عالم سکوت ہو گیا اور مضمون کی قوت اور ستیا عنت نے مخالفین پر وہ استیلا پایا کہ گویا وہ دریائے حیرت مین ڈوب گئے اور مخالف مولوی صاحبان پر تو موت وارد ہوگئی کاٹو تو خون نہ تہا بے حس و حرکت نڈہال اور خاموشی کے عالم مین مولوی ابو یوسف صاحب کے چہرہ پر ٹکٹکی لگائے بیٹھے ہین اور حکام انتظام اور فہیم لوگون کے چہرہ پر آثار مسرت پائی جاتی ہین مضمون کا ابتدائی حصہ سنت اللہ کی تشریح اور تعریف اور ان مسائل طبعی کی تحقیقات مین تہا جنسے مولوی ابراہیم صاحب نے حضرت مسیح ابن مریم کے رفع جسمانی پر پتھر اور پرندون کی مثال دیکر استدلال کیا تہا اور مولوی ابو یوسف صاحب نے اس استدلال کو ان کی علم طبعی سے ناواقفی پر مبنی قرار دیکر ایسا باطل کیا کہ آئندہ مولوی صاحب کو اس قسم کے استدلال کی جرأت بھی نہ ہوگی خدا تعالی کی وہ تمام قانونی آتین پیش کین جو اس کی مخلوقات کے لئے علیحدہ علیحدہ حدبندی رکہتی ہین اور سنت اللہ کے اصل مفہوم کو لوگون کے ذہن نشین کر دیا پھر نوع انسان کے متعلق خدا تعالے کی عادت اور سنت کو بڑے بسط سے بیان کیا اور نصوص قطعیہ قرآنیہ اور حدیثیہ سے ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح بنی نوع انسان کے متعلق الہی قوانین اور ضوابط اور خواص اور لوازم سے کسی طرح بھی مستثنے نہیں ہو سکتے پھر لفظ آیۃ اللہ کی تشریح کی اور اس سے مولوی ابراہیم صاحب کا اپنے دعوے پر استدلال کرنا باطل ٹہرایا اور آیۃ اللہ اور آیۃ للناس مین قرآن ہی کی رو سے ایسے لوگون کو بھی داخل کر دیا جو نبی نور کیا بلکہ کافر اور اکفر تھے پھر مولوی صاحب کا حضرت مسیح ع کے تکلم فی المہد سے اپنے دعوے پر استدلال کرنا باطل قرار دیا اور قرآن اور حدیث کی رو سے تکلم فی المہد کو حضرت مسیح ع کا ہی خاصہ ہونا غلط ٹہرایا اور نقل صحیح سے یہ ثابت کر دیا کہ کئی ایک اور اشخاص انبیاء وغیرہ مین سے اس صفت سے موصوف ہین پھر لفظ توفی پر بحث کی اور لغت اور قرآن اور حدیث کی رو سے ثابت کر دیا کہ جب اللہ تعالی فاعل ہو اور انسان مفعول تو اس لفظ کے سوائے قبض روح اور موت کے اور کچھ معنے نہین اور یہ بھی بالاعلان کہا کہ اگر مولوی ابراہیم صاحب اس قاعدہ کا خلاف ثابت کردین تو ایکہزار روپیہ انعام انکو دیا جائیگا خواہ پہلے ہی سے کسی بنک مین جمع کرا لین اس کے بعد توفی کے متعلق معتبر تفاسیر سے شہادتین پیش کین اور یہ بھی کہا کہ تفاسیر کے متناقض اقوال ہمارے لئے اور ہمپر حجت نہین اس کے بعد مولوی ابراہیم صاحب کے دیگر متفرق دلائل کو اپنی لطیف جرح قدح سے باطل اور خلاف مقصود ثابت کیا اس تقریر کی بڑی خوبی یہ تھی کہ جن دلائل سے خصم پر جرح قدح کیا گیا وہی دلائل اپنے مقصود کے بھی مثبت تھے گویا خصم کی نفی اور اپنا اثبات تہا اور پھر مولوی ابراہیم صاحب کے اس سوال کا جواب دینا چاہا جو انہون نے اپنے پرچے مین زائد کر دیا تہا اور وہ نصوص قطعیہ قرآنیہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب پر چڑہائے نہ جانے کے ثبوت کا مطالبہ تہا جسکے جواب مین مولوی ابو یوسف صاحب نے اپنا تحریری مضمون ختم کرکے اپنا ایک مطبوعہ رسالہ جو خاص اسی سوال کا جواب تہا اور مولوی ابراہیم صاحب کے ہی مقابلہ مین لکہا ہوا تہا ماسٹر ہدایت اللہ صاحب سے انکو اپنی جگہ بٹھا کر پڑھوانا شروع کیا اول تو پڑھنے سے پہلے ہی مولوی صاحبان کی طرف سے اعتراض شروع ہوا کہ یہ چھپا ہوا مضمون ہے اور یہ ہے اور وہ ہے پھر اسکے پڑھے جانے پر خفیف سے خفیف لفظ پر بھی مولوی صاحبان بگڑنے لگے اور خواہ مخواہ شور مچانا شروع کیا میر مجلس صاحب نے فرمایا کہ اس تحریر مین ابھی تک کوئی لفظ بھی خلاف تہذیب اور ہتک کا نہیں آیا آپ کیون بات بات پر بگڑتے ہین کیا آپکو اپنی کل کی کارروائی بہول گئی ہے شرم کرنی چاہئے اسپر مولوی کرم الدین صاحب بڑی گستاخی سے بول اٹھے کہ آپ فریق ثانی کی طرفداری کرتے ہین اسپر میر مجلس صاحب برافروختہ ہو گئے اور جو کچھ اس وقت مولوی کرم دین صاحب کی خاطر ہوئی اس کو ہم اس مقام مین ظاہر کرنا نہیں چاہتے اور پھر راجہ خان خان بہادر صاحب بھی بگڑ گئے اور کچھ سراج الاخبار کے ایڈیٹر صاحب بھی بڑبڑائے اور کچھ چودہری غلام قادر صاحب نے بھی اپنے مولوی صاحبان کے برخلاف غصہ ظاہر کیا غرض یہ سب لوگ اپنے مولویون کے برخلاف بول رہے تھے (آئندہ)

بیعت کا کالم

میاں چراغ الدین صاحب برادر حافظ امام الدین صاحب قلعہ دیدار سنگھ گجرانوالہ
میاں سعد اللہ صاحب نومسلم جہلم محلہ نواں
میاں عبد الرحمن صاحب معرفت حکیم شاہنواز صاحب شہر راولپنڈی
میاں محمد رشید صاحب برادر محمد یمین صاحب پٹواری کلیہ تحصیل روپڑ ضلع انبالہ
میاں اسعد اللہ ملازم راجہ عطا محمد خاں صاحب کشمیر براہ اسلام آباد
میاں فقیر محمد صاحب نیچہ بند راولپنڈی
میاں مہر دین صاحب ملازم ڈاکٹر محمد حسین پلیگ افسر نواں شہر جالندھر
مسماۃ نور الہی صاحبہ زوجہ حافظ محمد علی ساکن چک
میاں محمد فیض الحسن راونکے ڈاکخانہ گجرات
میاں فاضل صاحب 〃 〃
میاں فضل الہی صاحب 〃 〃
میاں احمد اللہ عرف عبد اللہ گوسج منگلی مسجد خان بابا لودیانہ
میاں الہی بخش صاحب ملتان
میاں صوبا صاحب منصوراں لودیانہ
میاں علی محمد صاحب 〃 〃
ہمشیرہ میاں صوبا صاحب 〃 〃
میاں الہ بخش صاحب معرفت حکیم محمد عمر صاحب فیروزپور
مسماۃ زینب بی بی 〃
میاں محمد پسر الہ بخش صاحب 〃
میاں واحد بخش 〃 پاک دروازہ شہر 〃 〃 ملتان
میاں عبد الغنی صاحب جموں
میاں محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ
میاں غلام قادر صاحب ساکن کلیہ ڈاکخانہ چمکور شہر انبالہ تحصیل روپڑ
میاں مولا داد صاحب گجرات
میاں الہ دتہ صاحب 〃

میاں شاہ محمد صاحب گجرات
میاں قاضی عبد اللطیف صدیقی طالبعلم مشن سکول نارووال سیالکوٹ
مسماۃ فضل بیگم صاحبہ دختر میاں نظام الدین صاحب بازار کلاں شہر جہلم
مسماۃ غلام فاطمہ 〃 〃
میاں محمد حسین صاحب معرفت منشی جمال الدین صاحب بھاٹی دروازہ لاہور کارخانہ مرہم عیسیٰ۔
میاں کالو صاحب چپڑاسی تار جموں
میاں عبد المجید صاحب کنسٹبل نمبر ۲۰۰ کورٹ پولیس لائن جہلم
میاں غلام مرتضی صاحب ڈیرہ بابا نانک گورداسپور
میاں عبد الغنی صاحب 〃 〃
میاں عبد اللہ صاحب 〃 〃
اہلیہ میاں عبد اللہ صاحب 〃 〃
۳ لڑکیاں 〃 〃 〃
میاں عبد الحق صاحب 〃 〃
میاں نور دین صاحب 〃 〃
پسر میاں نور دین صاحب 〃
میاں محمد لطیف صاحب 〃 〃
میاں رحیم بخش صاحب 〃 〃
میاں چودہری باغخان صاحب 〃 〃 〃
میاں اللہ دتا با فندہ 〃 〃
مسمات سہاگن زوجہ محمد لطیف صاحب 〃
میاں غلام محمد حجام صاحب 〃 〃
مظہر حسین سہوان محلہ سیف اللہ گنج ضلع بدایوں
میاں خدا بخش صاحب جہلم
اہلیہ 〃 〃
میاں عطاء اللہ بیگ صاحب چک جینت تحصیل سیالکوٹ
میاں خیر الدین صاحب سراج لودیانہ محلہ ڈھوبیواں متصل مکان منشی نظام الدین صاحب مرحوم
میاں عبد القادر شاہ صاحب ملازم جیل جہلم
میاں محمد دین صاحب حکیم چک رحمان گجرات
منشی ہدایت اللہ صاحب ملازم پولیس گاڑی نمبر ۲ انارکلی لاہور۔

میاں محمد ابراہیم صاحب مستری لاہور موچی دروازہ کوچہ لوہاراں
اہلیہ میاں احمد دین سیٹھ جہلم
اطفال 〃 〃
میاں مہتاب دین صاحب سیالکوٹ محلہ لٹ
میاں فقیر محمد صاحب کشمیری
میاں عبد الرحمن صاحب سیالکوٹ محلہ چودہری سلطان صاحب
میاں غلام سرور ساکن پشاور حال ملازم کوئٹہ
میاں احمد دین دوری باف آدوراں گوجرانوالہ
اہلیہ 〃 〃
رسول فاطمہ } لڑکیاں 〃
غلام فاطمہ } 〃
ہمشیر ۲ 〃 〃 〃
میاں ولی محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھانہ ڈونگہ گلی ہزارہ
میاں محمد خاں صاحب ٹریسر یوگنڈہ ریلوی ملک افریقہ
میاں محمد حیات صاحب دہرم کوٹ رندہاوا
میاں حاکم بیگ صاحب دربان کچہری راولپنڈی
میاں محمد دین ملازم جیل 〃 〃
میاں پیر شاہ صاحب 〃 〃
میاں پیراں دتا 〃 〃 〃
میاں چراغ الدین صاحب زرگر سیالکوٹ اراضی یعقوب
میاں عمر الدین صاحب 〃
مسماۃ عائشہ بی بی صاحبہ 〃
زینب بی بی صاحبہ اہلیہ عمر الدین صاحب 〃
برکت بی بی صاحبہ
پہولار بی بی صاحبہ
نواب بی بی صاحبہ
میاں عزیز الدین صاحب
عائشہ بی بی اہلیہ عزیز الدین صاحب۔
میاں غلام نبی
میاں غلام حیدر
محمد شفیع صاحب
میاں محمد شریف صاحب
میاں احمد حسن کلرک پورٹ سرسٹ احسن کماری بندر کراچی
میاں طالب الحسین بھون گام مین پور

الحکم نمبر ۳۴ جلد ۶ — ۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء

مرکب جوہر عشبہ مغربی

سارس اپریلا

ان امراض کا عروج بڑے شدومد سے سلطنت جسم میں تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خون کو ردی کر دے تو اسکو کوئی درست کرسکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کو ٹوٹا ہی نہیں بلکہ عالم وجود سے کھوتا ہے جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنے کے لئے مسلمہ حکماء سلف وخلف کا ہے اسکے پینے والے کا خون گندہ نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا آلہ قرار دیا ہے **یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون تباہ کرے اور گوناگون رنگوں میں ظاہر ہوتا ہو تو اسوقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے** وجع مفاصل تیرگی خارش پھوڑے پھنسی زخمونکا اندمال خنازیر ناصور بھگندر چنبل یا جسم سے چھلکے اترنا یا بدل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہیں تو وہ یہ عرق ہے جوان جملہ مہلک بیماریوں سے نجات دیتا ہے سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پاؤں کے تلوؤں میں جلن رہتی ہے ہڈیاں درد کرتی ہوں ریح کا درد۔ عرق النساء اور عورتوں کے رحم بگاڑ اور تلوں کے درد کو بھی دور کرتا ہے **+ سنون مستحکم دندان** یہ وہ منجن ہے کہ دانتوں کو جلا دیتا ہے۔ بجدا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے۔ آنکھ گئی جہان گیا دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیوں کی طرح چمکدار مضبوط اور صاف ہو جاتے ہیں مسوڑے مضبوط منہ سے لیسدار رطوبت کا فور اور خون جانا رک جاتا ہے محصول ڈاک ۸ **حب قبض کشا** حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جسکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے طبیعت ان کی پریشان سر میں درد منہ بدمزہ زبان میلی ان گولیوں کے استعمال سے ورم جگر۔ نفخ فراقر دل کا دھڑکنا جسم کا پھڑکنا سن ہوجانا کثرت تھوک کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتی ہے ایک گولی ہمراہ نیم گرم دودھ کے ہمراہ کھانے سے صبح اجابت با فراغت آجاتی ہے طبیعت بشاش جسم ہلکا انسان چست وچالاک ہو جاتا ہے اور توانا رہ سکتا ہے دو درجن عہ

پتہ: زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت ہومیوپیتھ دروازہ اعوان منزل

صدق اللہ العلام اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریہ لولا الاکرام لہلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

جو خدا تعالےٰ کے مرسل کی تکذیب و انکار کے باعث نمودار ہوتا ہے۔

روغن نوری یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے، جو سعید لوگ حفظ ماتقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالےٰ مبتلائے طاعون وہیضہ نہ ہوں گے کیونکہ اجرام وبائیہ انکے بدن میں داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جائینگے اگر مبتلائے مرض کو دیں تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہو علاوہ ازیں اس کے استعمال سے تپ محرقہ کھانسی متلی۔ قے۔ اسہال پیچش (مروڑ وخون وآنون کا آنا) خنازی بیماری۔ سوزش سینہ قصور ہضم چیچک۔ نفث الدم وابتدائی سل درد گوش۔ درد کان۔ ناسور خنازیر۔ زخم آتشک پہکندر۔ پھوڑے پھنسیاں بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور وغیرہ اس قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہیں ایسا سریع الاثر ومفید دوا کم ہو گی قیمت فی شیشی عہ

جوہر املسا مقوی معدہ ومشتہی وہاضم ومصفیٰ خون ودافع خارش وپھوڑے پھنسی وجع المفاصل ودمہ ریاح وغیرہ قیمت فی شیشی ۸ آخر ستمبر تک ۶ **کشتہ سیمہ یک آتشہ** مقوی دماغ واعصاب قیمت فی چوکی عہ کشتہ سیماب مصلح شیر ومصفی خون قیمت عہ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر

حکیم نور محمد صاحب پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان

بہت کچھ ملگیا ہے اسیطرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہوکر اخیار وابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹہرائے گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار وابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہریک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہانتک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بھی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیسا کہ عیسی ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسیطرح یہ مسیح بھی سورہ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا اور جیسا کہ عیسی ابن مریم کی پیدایش پر بہت شور اٹھا اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا اسیطرح اسجگہ بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں کو عیسی کی نسبت یہ جواب دیا وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا یہی جواب خدا تعالی نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اسکو نابود نہیں کرسکتے میں اسکو لوگوں کے لیے رحمت کا نشان بناؤنگا اور ایسا ہونا ابتدا سے مقدر تھا۔ اور پھر جسطرح یہودیوں کے علما نے حضرت عیسی پر فتوی تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتا طیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اسپر فتوی

دیا یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم فاضل جو اکثر اہل حدیث تھے انہوں نے حضرت عیسی پر تکفیر کی مہریں لگا دیں*

---

* **حاشیہ** حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تھے مگر جو حق پر سمجھے جاتے تھے وہ دو فرقے ہوگئے تھے - ایک وہ جو توریت کے پابند تھے اسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے - ۲ دوسرا فرقہ اہل حدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہلحدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پھیل گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تھیں اور انکی یہ حجت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں ان پر حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تہا اور اس مین ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں تہین یہ حدیثیں مدت تک زبانی رہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئین اس لئے انمین کچھ موضوعات کا حصہ بھی ملگیا تہا اور بباعث اس کے کہ اس وقت یہودیون کے تہتر فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی اپنی حدیثیں جدا جدا رکہتا تہا اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چہوڑ دی ہتی اکثر حدیثوں پر عمل تہا اور توریت گویا متروک اور مہجور کیطرح ہتی اگرچہ حدیث کے مطابق آئی تو اسکو مانا ورنہ اسکو رد کر دیا پس اس زمانہ مین حضرت عیسی پیدا ہوئے اور ان کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تھے زیادہ حدیثون کی عزت کرتے تھے اور نبیون کے نوشتون مین پہلے خبر دی گئی تھی کہ جب یہود کئی فرقہ پر منقسم ہو جائینگے اور خدا کی کتاب کو چہوڑ کر اسکے برخلاف حدیثون پر عمل کرینگے تب انکو ایک حکم عدل دیا جائیگا جو مسیح کہلائیگا اور اسکو وہ قبول نہ کرینگے آخر سخت عذاب انپر نازل ہوگا اور وہ طاعون کا عذاب تہا نعوذ باللہ منہ*

یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسی کی نسبت کی گئی تھی انکو بہت ستایا گیا سخت گالیاں دی گئیں تہین ہجو اور بدگوئی مین کتابین لکھی گئیں تہین یہی صورت اسجگہ پیش آئی گویا ۱۹۰۰ برس کے بعد وہی مسیح پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہو گئے آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تھے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تہا مگر ان لوگون نے صبر نہ کیا جب تک یہودیون کی طرح مغضوب علیہم نہ بنگئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگادی کہ مجھے عین چودھوین صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھوین صدی کے سر پر آیا تہا۔

مسیح الاسلام

کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہین کہ انکا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کرسکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہیگا وہ توڑ نہین سکیگا مگر یہ اینٹ جب اسپر پڑیگی تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیگی کیونکہ یہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفون نے طیار کر کے اسکے مقابل پر رکہدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیون نے کئے تھے یہان تک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بھی بنایا گیا جسکی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دیدی ہتی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسی ابن مریم کے مقدمے سے بہت سخت تہا کیونکہ حضرت عیسی پر جو مقدمہ بنایا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تھی بلکہ کچھ بھی نہ ہتی مگر میرے پر جو مقدمہ کہڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوی تہا اور جیسا کہ مسیح کے